www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بھی ہے۔ یوں بھی جھوٹے سے جھوٹا شخص بھی سو فیصد جھوٹ نہیں بولتا۔ کراماً کاتبین ہی جانتے ہیں کہ پیدائش سے لے کر اب تک میں کتنی بار جھوٹ بول چکا ہوں لیکن جب جب اللہ نے توفیق دی تو میں سچ بھی بولتا رہا ہوں۔ جھوٹ کی ایک قسم وہ ہے جس کو خود قرآنِ مجید نے "اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ" کے الفاظ میں جائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح "اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً" بھی وارد ہے۔ ایک صورت "توریہ" (یعنی دکھاوے) کی ہے۔ ایک اور صورت کو لیجئے: کسی آدمی کو زہر دینا کیسا امر ہے؟ کسی فقیہ یا مشیرِ قانون سے پوچھو تو وہ کہے گا کہ یہ ایک جرم ہے اور حرام۔ لیکن کسی طبیب سے پوچھو تو وہ بتائے گا کہ وہی زہر فلاں بیماری کا علاج اور تریاق ہے۔

زیر بحث حدیث کے مطعون راوی عہدِ نبوی سے کئی نسلوں بلکہ کئی صدیوں بعد کے لوگ ہیں۔ اگر آئندہ خوش قسمتی سے ان سے پہلے کے راویوں (صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین وغیرہ) کی کتابیں دستیاب ہوجائیں ۔۔۔ (اور الحمد للہ ہو رہی ہیں) اور ان میں یہ حدیث بھی مل جائے تو ظاہر ہے کہ متاخر زمانے کے کسی ضعیف یا جھوٹے راویوں نے بھی اسی حدیث کی روایت کی ہو تو اس سے اصل حدیث کی صحت متاثر نہ ہوسکے گی۔

علمِ جرح و تعدیل میں صرف "روایت" سے نہیں، بلکہ "درایت" سے بھی کام لیا جاتا ہے، ہوسکتا ہے کہ روایت کے لحاظ سے کوئی حدیث صحیح قرار پائے، لیکن درایت کے لحاظ سے وہ ناممکن ہو تو حدیث کو رد ہی کرنا پڑے گا، اور خیال کرنا پڑے گا کہ راوی سے سہو ہوا ہے۔ مثلاً جس لمحے رسولِ اکرمؐ کچھ فرما رہے تھے، کسی کی چھینک سے راوی پورا جملہ سن نہ سکا اور اس طرح اسے غلط فہمی ہوگئی۔ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ روایۃً تو حدیث رد کرنے کے قابل ہو، لیکن دیگر شواہد موجود ہوں تو اس کو قبول کرنے میں تامل نہیں کیا جائے گا۔

میں یہاں زیرِ بحث حدیث کے کچھ شواہد عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں:

اسواق العرب کا (یعنی قبل اسلام عرب میں جو سالانہ میلے لگتے تھے، ان کا) بہ کثرت مورخوں نے ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک، ابن قتیبہ کے استاذ، محمدؒ بن حبیب کی کتاب "المحبّر" (مطبوعہ حیدر آباد دکن، صفحہ ۲۶۵ تا ۲۶۶) میں لکھا ہے:

"ثُمَّ سُوْقُ دَبَا، وَهِيَ اِحْدَى فُرْضَتَيِ الْعَرَبِ يَاْتِيْهَا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تُجَّارُ السِّنْدِ وَالْهِنْدِ وَالصِّينِ، وَأَهْلُ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَيَقُومُ سُوقُهَا آخِرَ يَوْمٍ مِّنْ رَجَبٍ"

"پھر دبا کا میلہ، یہ عرب کی دو بڑی بندرگاہوں میں سے ایک ہے۔ وہاں سندھ، ہندوستان، چین اور مشرق و مغرب کے لوگ آتے تھے اور یہ کہ اس کا میلہ ماہِ رجب کے آخری دن لگتا تھا"

اس کے ساتھ مسند احمد بن حنبل (جلد ۴ صفحہ ۲۰۶) کو پڑھیے۔ وہاں قبیلہ عبد القیس کے وفد کا ذکر ہے، جو اسی علاقے میں رہتا تھا اور اپنے اسلام کے اعلان کے لیے مدینہ آیا تھا۔ رسولِ اکرم ؐ نے وفد کے سردار سے اس کے ملک کے بعض آدمیوں اور بعض مقاموں کے متعلق کچھ دریافت فرمایا تو اس نے بے ساختہ کہا: "یارسول اللہ، آپ ہمارے ملک سے ہم سے بھی زیادہ واقف نظر آتے ہیں!" حضور ؐ نے جواب دیا: "میں نے تمہارے ملک کو روندا ہے اور مجھے وہاں بہت دن رہنے کا موقع ملا ہے۔"

ان دونوں تذکروں کو ملائیں تو گمان ہوتا ہے کہ غالباً اسلام سے قبل حضرت خدیجہؓ کا مالِ تجارت لے کر حضور ؐ اس علاقے کو تشریف لے گئے تھے۔ تعجب نہ ہو کہ آپ ؐ نے وہاں چینی تاجروں کو دیکھا اور ان کے سامان مثلاً ریشم، چینی برتن وغیرہ کو دیکھ کر کاریگری سے متاثر ہوتے ہوں، اور ان سے پوچھا ہو کہ تمھیں اپنے ملک سے یہاں (مشرقی عرب تک) آنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟ اور اسی تاثر کے باعث بعد میں فرمایا ہو کہ: "اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ"

اس استنباط کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ دبا کے میلے میں چینی ہی نہیں، ہندی اور سندھی تاجروں کا بھی ذکر ہوا ہے۔ حدیثِ ذیل سے (جو ابنِ ہشام، طبری، ابنِ سعد وغیرہ بہ کثرت مولفوں نے بیان کی ہے اور جو قبیلہ عبد القیس کے مذکورہ بالا وفد کی ہمعصر ہے) کون واقف نہیں؟ ۱۰ھ میں رسولِ اکرم ؐ نے حضرت خالد بن الولیدؓ کو یمن بھیجا۔ انھوں نے اطلاع بھیجی کہ قبیلہ بلحارث (بنی الحارث بن کعب) مسلمان ہو گیا ہے، تو حضرت خالدؓ کو خط بھیجا کہ اب مدینہ واپس آجاؤ اور نو مسلم قبیلے کے چند لوگوں کو بھی ساتھ لاؤ۔ جب وہ آئے تو حضور ؐ نے دیکھ کر پوچھا:

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَأَنَّهُمْ رِجَالُ الْهِنْدِ؟"

"یہ کون لوگ ہیں جو اہلِ ہند کے سے معلوم ہوتے ہیں۔؟"

اِس کا پسِ منظر بھی وہی دبا کا میلہ ہونا چاہیے، جہاں تیس چالیس سال قبل رسولِ اکرمؐ ہندوستانی بنیوں کو دیکھ چکے تھے۔

ان شواہد کی موجودگی میں یہ ناممکن نہیں کہ بعض ضعیف راویوں کی موجودگی کے باوجود "اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ" کی حدیث (جو قرینِ قیاس ہے) صحیح ہو۔ واللہ اعلم بالصواب!

شعر و ادب

مولانا عبدالرحمٰن عاجزؔ

سُبحان اللہ سُبحان اللہ

تو میری شہ رگ سے بھی قریں سبحان اللہ سبحان اللہ
کب اور بھلا تجھ سا ہے کہیں سبحان اللہ سبحان اللہ

پانی پہ بچھایا فرشِ زمیں سبحان اللہ سبحان اللہ
مکہ کہ جہاں میں بلد امیں سبحان اللہ سبحان اللہ

نازل جو ہوا از عرشِ بریں سبحان اللہ سبحان اللہ
پھولوں میں تری قدرت کی مہک تاروں میں تری صنعت کی چمک

کچھ مست ہیں اپنی دولت پر کچھ خائف اس کی کثرت پہ
اک بندۂ مومن سنتا ہے جس وقت کوئی فرمانِ نبیؐ

برزخ ہے کہیں محشر ہے کہیں دوزخ ہے کہیں جنت ہے کہیں
اللہ کی باتیں سنتے ہیں اللہ سے باتیں کرتے ہیں

پھر بھی ہے مگر تو پردہ نشیں سبحان اللہ سبحان اللہ
کوئی بھی نہیں کوئی بھی نہیں سبحان اللہ سبحان اللہ

رفعت پہ اٹھایا عرشِ بریں سبحان اللہ سبحان اللہ
طیبہ کہ زمیں پر خلدِ بریں سبحان اللہ سبحان اللہ

دنیا میں وہ ہے اسلام ہی دیں سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر ذرہ ترے جلووں کا امیں سبحان اللہ سبحان اللہ

کچھ لوگ ہیں خوش کچھ لوگ حزیں سبحان اللہ سبحان اللہ
خم ہو جاتی ہے اس کی جبیں سبحان اللہ سبحان اللہ

کچھ منظرِ غم، کچھ نقشِ حسیں سبحان اللہ سبحان اللہ
جو پڑھتے ہیں قرآن مبیں سبحان اللہ سبحان اللہ

عاجزؔ تو عمل جو کرتا ہے اللہ پہ سب کچھ ظاہر ہے!
بندہ ہو کہیں وہ بھی ہے وہیں سبحان اللہ سبحان اللہ!

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ